دلائل الجانبین

فی

مسئلہ رفع الیدین

مؤلف

حافظ عبدالوہاب روپڑی

ناشر

محدث روپڑی اکیڈمی

جامع القدس چوک دالگراں، لاہور۔

دلائل الجانبین فی مسئلۃ رفع الیدین

مؤلف

حافظ عبدالوہاب روپڑی

نمبر
چوک دالگراں لاہور

ناشر

محدث روپڑی اکیڈمی چوک دالگراں لاہور

جملہ حقوق بحق طباعت واشاعت

محدث روپڑی اکیڈمی لاہور محفوظ ہیں

نام کتاب .... دلائل الحانبین فی مسئلۃ رفع الیدین

مولف .... حافظ عبدالوہاب روپڑی

طبع .... اول

تعداد .... ایک ہزار

قیمت ....

سن اشاعت ۲۰۰۲ء

کمپوزنگ .... حافظ نصر اللہ بھٹی

ناشر

محدث روپڑی اکیڈمی جامع القدس چوک دالگراں لاہور

فہرست مضمون

نمبر شمار	فہرست مضمون	صفحہ نمبر
1	تقدیم	7
2	تصویر کا دوسرا رخ	8
3	مولانا انور شاہ کشمیری	9
4	مولانا عبدالحیٔ لکھنوی	9
	باب اول	
5	دلائل اثبات رفع الیدین	10
6	اہلحدیث کا دعوی	10
7	دلیل نمبر 1	10
8	حدیث ابن عمرؓ اور امام ابن مدینیؒ	11
9	اعتراضات	11
10	جوابات	12
11	حافظ ابن حجرؒ	13
12	دلیل نمبر 2	15
13	حدیث ابو حمید اور احناف کے اعتراضات	18
14	جوابات	18
15	دلیل نمبر 3	19
16	حدیث وائل بن حجرؓ اور احناف کے اعتراضات	20
17	دلیل نمبر 4	21
18	حدیث مالک بن حویرثؓ اور احناف کے اعتراضات	22
19	جوابات	22

نمبر شمار	فہرست مضمون	صفحہ نمبر
20	نصر بن عاصم	22
21	حافظ ابن حجرؒ	22
22	خالد بن مہران کی توثیق	23
23	دلیل نمبر 5	23
24	حدیث علیؓ اور احناف کے اعتراضات	24
25	دلیل نمبر 6 ، اعتراض	24
26	دلیل نمبر 7	25
	باب دوم	
27	فریق مخالف کے دلائل اور انکا جواب	26
28	دعویٰ	26
29	دلیل نمبر 1 ، جواب	26
30	محدثین کی تبویب	27
31	الغرض	28
32	حدیث جابر بن سمرۃؓ اور ابن حجرؒ	28
33	حدیث جابرؓ اور امام بخاریؒ	28
34	حدیث جابرؓ اور ابن حبانؒ	29
35	حدیث جابرؓ اور علامہ سندھیؒ	29
36	حدیث جابرؓ پر احناف کے اعتراضات	29
37	پہلی وجہ	30
38	دوسری وجہ	30

نمبر شمار	فہرست مضمون	صفحہ نمبر
39	تیسری وجہ	30
40	چوتھی وجہ	30
41	پانچویں وجہ	31
42	احناف کا مذہب کے اثبات کے لئے کئی مسائل سے انکار	31
43	پہلا مسئلہ	31
44	دوسرا مسئلہ	32
45	تیسرا مسئلہ	32
46	پہلی دلیل	32
47	دوسری دلیل	33
48	تیسری دلیل	33
49	چوتھی دلیل	33
50	دلیل نمبر 2	35
51	جواب	35
52	حدیث ابن مسعودؓ	36
53	دلیل نمبر 3	36
54	جواب	37
55	فائدہ	38
56	دلیل نمبر 4	38
57	جواب	38
58	دلیل نمبر 5	38

صفحہ نمبر	فہرست مضمون	نمبر شمار
38	جواب	59
39	حدیث براءؓ اور محدثین	60
39	حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں	61
40	دلیل نمبر 6	62
40	جواب	63
40	دلیل نمبر 7	64
41	جواب	65
43	دلیل نمبر 8	66
43	جواب	67
43	فائدہ	68
44	دلیل نمبر 9	69
44	جواب	70

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

چوتھی صدی ہجری تک تو مسلمان براہ راست قرآن وسنت کی تعلیم سے فیض یاب ہوتے رہے لیکن جب چوتھی صدی ہجری کے شروع میں تقلید جیسی موذی مرض نے جنم لیا تو مسلمان افتراق اور انتشار کا شکار ہوگئے یوں مسلمانوں میں تفریق کے بیج نے جنم لیا مقلدین حضرات نے اندھی تقلید کی اندھی محبت میں آخر نصوص شرعیہ کا بری طرح انکار کیا تقلید کے خود ساختہ مسائل کو ثابت کرنے کیلئے انہوں نے نصوص شرعیہ میں تحریف جیسے قبیح جرم سے بھی اجتناب نہ کیا اور نصوص شرعیہ میں تحریف کر ڈالی۔

برصغیر پاک و ہند میں اہلحدیث اور اہل تقلید کے مابین جن مسائل میں اختلاف ہے ان میں سے ایک مسئلہ مواضع ثلاثہ میں رفع الیدین کا ہے اپنی سابقہ روش کے مطابق مقلدین حضرات نے اس مسئلہ میں بھی تحریف سے دل کھول کر کام لیا ہے اپنے مسلک کی پاسداری کا ایسا بھوت ان کے اذہان پر سوار ہوا کہ قرآن مجید جیسی لاریب کتاب میں بھی تحریف کر ڈالی چنانچہ مولوی محمد امین آف اوکاڑہ ،صفدر جالندھری نے رفع الیدین پر ایک رسالہ لکھا اس میں رقم طراز ہے۔

"یاایھا الذین قیل لھم کفوا ایدیکم" اے ایمان والو اپنے ہاتھوں کو روک لو جب تم نماز ادا کرو۔ (تحقیق مسئلہ رفع الیدین صفحہ ٦)

اور علامہ کاسانی نے بدائع الصنائع (۲۰۷/۱) حدیث جابر بن سمرہ میں جس

میں عند رکوع اور عند رفع الراس کا ذکر تک نہیں لیکن انہوں نے اس حدیث میں عند الرکوع اور عند رفع الراس کا اضافہ کر ڈالا تحریف نصوص پر ہی بس نہیں کی بلکہ انہوں نے اس مسئلہ میں اپنے دعو نسخ کو ثابت کرنے کے لئے موضوع اور من گھڑت روایات کا سہارا لیا اور ایسی روایات جن کا ذکر اور نام ونشان تک محدثین کی کتب میں نہیں ملتا دعوی نسخ پر دلیل دیتے ہوئے علامہ کاسانی نے اپنے دعوی میں پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

ما روی ابن مسعود انه قال رفع رسول الله ﷺ فرفعنا وترک فترکنا . بدائع (۲۰۸/۱)

اسی طرح کی دلیل علامہ حسام الدین حسن بن علی نے ذکر کی ہے چنانچہ دعوی نسخ کی دلیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

عن عبدالله بن الزبیر انه رای رجلا یرفع یدیه فی الصلوۃ عنده الرکوع وعند الرفع فقال لا تفعل فان هذا شیٔ فعله رسول الله ﷺ ثم ترکه ۔ (نہایہ شرح ہدایہ، بنایہ شرح ہدایہ، عمدۃ القاری ۲۷۳)

تصویر کا دوسرا رخ:۔

لیکن حقیقت حقیقت ہی ہوتی ہے حق اپنے آپ کو منوا کر ہی دم لیتا ہے۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

اسی لئے علماء احناف سے معتدل مزاج اہل علم نے دلائل کی پختگی اور استدلال کی قوت کی بناء پر مواضع ثلاثہ میں رفع الیدین کے مسنون ہونے کا اعتراف کیا ہے۔

چنانچہ مولانا انور شاہ کاشمیری لکھتے ہیں۔

ان الرفع متواتر اسنادا وعملا لا شک فیہ ولم ینسخ حرف منہ. (نیل الفرقدین ۲۲) یعنی بلاشبہ رفع یدین متواتر احادیث اور متواتر عمل سے ثابت ہے جس میں کوئی شک نہیں اور اس میں ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہوا۔

مولانا عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں۔

والحق انہ لا شک فی ثبوت رفع الیدین عند الرکوع والرفع منہ عن رسول اللہ ﷺ وکثیر من اصحابہ بالطرق القویۃ والاخبار الصحیحۃ. سعایہ شرح وقایہ (۲/۲۱۳)

لیکن بعض احناف کی طرف سے اس مسئلہ میں غلو سے کام لیا گیا ہے اور انہوں نے اس سنت کا شدت سے انکار کیا ہے لہذا ہم نے اس مختصر رسالہ دلائل الجانبین فی مسئلہ رفع الیدین میں احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت کیا ہے کہ رفع الیدین رسول اللہ ﷺ کی سنت ثابتہ غیر منسوخہ اور احناف کے دلائل کا جائزہ بھی پیش کیا ہے تاکہ قارئین کرام اس کو پڑھ کو خود ہی اندازہ لگالیں کہ حق بات کیا ہے اور اس رسالہ کو ہم نے دو بابوں پر تقسیم کیا ہے پہلے باب میں اثبات رفع الیدین پر دلائل اور مخالفین کے معروف اعتراضات اور ان کے مختصر اور مدلل جواب اور دوسرے باب میں ترک رفع الیدین پر دلائل اور انکا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

حافظ عبدالوہاب روپڑی

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

باب اول

دلائل اثبات رفع الیدین

دعوی:۔

مسلک اہلحدیث کا یہ دعوی ہے کہ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور اگر نماز چار رکعتی ہو تو تیسری رکعت شروع میں رفع الیدین کرنا سنت ثابتہ غیر منسوخہ ہے۔

دلیل نمبر 1:۔

عن عبداللہ بن عمر عن ابیہ ان رسول اللہ ﷺ کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذاافتتح الصلوۃ واذا کبر للرکوع واذا رفع راسه من الرکوع رفعهما کذلک ایضا وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد وکان لایفعل ذلک فی السجود۔

بخاری (۱۰۲/۱) مسلم (۱۶۵/۱) ابوداؤد (۱۰۴/۱) ابن ماجہ (ص ۶۲) ترمذی مع تحفہ (۲۱۹/۱) نسائی (۱۰۲/۱) مسند احمد مع تہذیب (۹/۲) بیہقی (۸۷/۲) ابن حبان (۱۶۹/۴) موطا امام مالک (ص ۵۹) موطا امام محمد (ص ۸۷) ابن خزیمہ (۲۹۴/۱) دارمی، دارقطنی (۲۸۸/۱) ابن ابی شیبہ (۲۳۴/۱) مصنف عبدالرزاق (۶۷/۲) شرح السنۃ (۲۰/۲) طحاوی (۱۵۳/۱) ابوعوانہ (۹۰/۲) مستدرک حاکم، جزء رفع الیدین (ص ۲۳)

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے تھے اور جب رکوع رکتے اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہ کرتے۔

یہ روایت بخاری مسلم میں موجود ہے اس کے علاوہ شاید کوئی حدیث کی کتاب ہو جس میں یہ حدیث موجود نہ ہو بخاری مسلم جس کی صحت پر تمام امت کا اجماع ہے اس میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت رفع الیدین کا ذکر کان یرفع کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کان یرفع ماضی استمراری ہے جو دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتی ہے اس سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ زندگی بھر رفع الیدین کرتے رہے۔

اور پھر اس حدیث کی صحت پر بھی کسی منکر رفع الیدین کو آج تک جرأت نہیں ہو سکی کہ کوئی کلام کرے منکرین رفع الیدین کی گاڑی اس سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے مگر اس پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔

حدیث ابن عمرؓ اور امام علی بن مدینیؒ:۔

چنانچہ امام علی بن مدینی نے فرمایا۔ هذا الحديث عندي حجة على الخلق كل من سمعه فعليه ان يعمل لانه ليس في اسناده شيء (التلخیص الحبیر ۲۱۸/۱)

میرے نزدیک یہ حدیث تمام دنیا پر حجت ہے کہ جو بھی اسے سنے وہ اس پر عمل کرے کیونکہ اس کی سند میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں۔

اعتراضات:۔

فریق مخالف نے اس حدیث پر تین اعتراضات کرتا ہے۔

اعتراض نمبر ۱. روایت ابن عمر بحوالہ بخاری اس میں عبید اللہ شیعہ راوی ہے۔

اعتراض نمبر ۲. امام ابوداؤد نے فرمایا لیس بمرفوع۔

اعتراض نمبر ۳. اس میں ہمیشگی کا کوئی ذکر نہیں۔

جوابات

جواب اعتراض نمبر ۱: اولاً عبید اللہ ثقہ راوی ہے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمری المدنی ابو عثمان ثقة ثبت قدمه احمد بن صالح علی مالک فی نافع وقدمه ابن معین فی القاسم عن عائشة علی الزهری عن عروة عنها من الخامسة ۔ (تقریب التہذیب ۱۔۵۳۷)

عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب عمری مدنی ابوعثمان ثقہ ثبت ہیں احمد بن صالح نے نافع کی سند میں عبید اللہ کو مالک پر مقدم کیا ہے اور حضرت عائشہؓ کی حدیث کی سند جو زہری عروہ عن عائشہؓ ہے امام یحیی بن معین نے اس میں زہری پر عبید اللہ کو مقدم کیا ہے پانچویں طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

علامہ خزرجی فرماتے ہیں، احد الفقها السبعه والعلماء الاثبات قال النسائی ثقة ثبت وقال ابن معین عبیدالله عن القاسم عن عائشة الذهب المشتبک بالدر وقال احمد هو اثبت من مالک فی نافع . (خلاصہ ص ۲۵۲)

عبید اللہ فقہا سبعہ اور ثقہ علماء میں سے ایک ہیں امام نسائی فرماتے ہیں ثقہ

ہیں ابن معین فرماتے ہیں عبید اللہ عن القاسم عن عائشہ یہ سند سونے کے موتیوں کی لڑی ہے اور امام احمد فرماتے ہیں کہ عبید اللہ مالک سے زیادہ اثبت ہیں۔

ثانیا! بالفرض اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ عبید اللہ شیعہ ہے تو تب بھی روایت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ بدعتی راوی کی روایت وہ مردود ہوتی ہے جو اس کے موقف اور مسلک کی موید ہو لیکن رفع الیدین میں شیعہ کا یہ مسلک نہیں ہے لہذا اس روایت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

جواب اعتراض نمبر 2: حنفیہ نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ یہ مرفوع نہیں ہے لیکن ان کی یہ بات علمی خیانت اور جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

یہی حدیث جز رفع الیدین میں امام بخاری نے مرفوع نقل کی ہے۔ (جز رفع الیدین مترجم ص ۵۵)

حافظ ابن حجرؒ:۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں معتمر اور عبد الوہاب نے عبید اللہ عن نافع سے یہ روایت بیان کی ہے جیسے کہ امام دارقطنی نے کہا ہے لیکن ان دونوں (یعنی معتمر اور عبد الوہاب) نے عبید اللہ عن الزھری عن سالم عن ابن عمر یہ روایت مرفوع بیان کی ہے جیسے کہ امام بخاری کی کتاب جز رفع الیدین میں ہے۔ فتح الباری (۲/۲۲۲)

جواب اعتراض نمبر3: حنفیہ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اس میں ہمیشگی کا کوئی لفظ نہیں، حنفیہ کا یہ اعتراض بھی تعصب پر مبنی ہے حقیقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

اولاً! حضرت عبد اللہ بن عمر مشہور صحابی قدیم الاسلام متبع سنت کان یرفع

کیساتھ بیان کرتے ہیں کان یرفع ماضی استمراری ہے اور دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے

ثانیا! ثبوت رفع صحیح اور مرفوع روایات سے ثابت ہے اور عدم رفع کسی صحیح مرفوع غیر مجروح روایت سے ثابت نہیں اس لئے دوام ثابت ہوگا۔

ثالث! بیہقی میں حضرت عمر کی روایت میں ہے فما زالت تلک الصلوته حتی لقی الله. مختصر الخلافیات (۱/۷۶)

اس روایت پر حنفیہ نے اعتراض کیا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے لیکن ان کا اس کو موضوع کہنا جہالت اور تعصب پر مبنی ہے حنفی اصول الحدیث کی روشنی میں بھی یہ روایت حسن درجہ سے کم نہیں۔

مولانا ظفر احمد عثمانی نے انہاء السکن میں فرماتے ہیں۔

قلت وکذا سکوت الحافظ عن حدیث فی التلخیص الحبیر دلیل علی صحته او الحسن (انہاء السکن ص ۲۴)

یعنی کہ جس حدیث کو حافظ ابن حجر تلخیص میں ذکر کر کے سکوت اختیار کریں تو وہ حدیث صحیح یا حسن درجہ کی ہوگی اور اس روایت کو حافظ ابن حجر نے تلخیص میں ذکر کر کے اس پر سکوت اختیار کیا ہے (۱/۲۱۸) اور علامہ زیلعی حنفی نے بھی اس کو نصب الرایہ میں ذکر کر کے اس پر خاموشی اختیار کی ہے (۱/۲۰۹، ۲۱۰) اور یہی انہاء السکن الشیخ ابوغدہ نے اپنی تحقیق سے شائع کی تو اس کا نام قواعد علوم الحدیث رکھا اس میں بھی یہ عبارت دیکھی جا سکتی ہے اور پھر اس اصول پر جا بجا اعتماد بھی کیا گیا ہے ملاحظہ ہو اعلاء السنن (۱/۶۸) (۳/۳۱)

اسی طرح مولانا یوسف بنوری حنفی ایک حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

ذكره الحافظ في التلخيص الحبير ولم يحكم عليه بضعف وتحسين وهذا يدل على قبوله عنده وصحته ولو كان فيه شيء من الضعف لبينه كما هو المعروف من عادته في التلخيص والدراية والفتح.

معارف السنن (۱۶۸/۱)

جس کو حافظ ابن حجر نے تلخیص میں ذکر کیا ہے اور اس کے ضعیف یا حسن ہونے کا کوئی حکم نہیں لگایا اور یہ ان کے نزدیک مقبول ہونے اور صحیح ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اس میں اگر کوئی ضعف ہوتا تو وہ اس کو بیان کرتے جیسا کہ درایہ فتح الباری اور تلخیص میں ان کا معروف طریقہ ہے یہی کچھ انہوں نے معارف السنن (۳۸۴/۱، ۳۸۵، ۳۸۲) میں بھی فرمایا اب غور فرمائیں ان کے ہاں اصول تو یہ قرار پائے کہ تلخیص، فتح الباری اور الدرایہ میں حافظ ابن حجر کا کسی حدیث پر خاموش رہنا اس کی قوت کی دلیل ہے اور یہاں پر صرف ابن حجر ہی نہیں بلکہ ان سے قبل علامہ زیلعی حنفی، علامہ ابن دقیق العید بھی سکوت فرمائیں اس کے باوجود اس حدیث کو موضوع کہنا جہالت اور تقلید کا کرشمہ نہیں تو اور کیا ہے۔

دلیل نمبر 2:۔

حضرت محمد بن عمرو عطاء بیان کرتے ہیں سمعت اباحميد الساعدى في عشرة من اصحاب رسول الله ﷺ منهم ابو قتادة قال ابو حميد انا اعلمكم بصلوة رسول الله ﷺ قالو الم فوالله ما كنت باكثرنا له تبعة ولا قدمنا له صحبة قال بلى قالوا فاعرض قال كان رسول الله

ﷺ اذا قام الى الصلوة یرفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه ثم کبر حتی یقر کل عظم فی موضعة معتدلا ثم یقرأ ثم کبر فیرفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه ثم یرکع ویضع راحتیه علی رکبتیه ثم یعتدل فلا ینصب راسه ولا یقنع ثم یرفع راسه فیقول سمع الله لمن حمده ثم یرفع یدیه حتی یحاذی منکبیه معتدلا ثم یقول الله اکبر ثم یهوی الی الارض فیجافی یدیه عن جنبیه ثم یرفع راسه ویثنی رجله الیسری فیقعد علیها ویفتح اصابع رجلیه اذا سجد ثم یسجد ثم یقول الله اکبر ویرفع یثنی رجله الیسر فیقعد علیها حتی یرجع کل عظم الی موضعه ثم یصنع فی الاخری مثل ذلک ثم اذا قام من الرکعتین کبر ورفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه کما کبر عند افتتاح الصلوة ثم یصنع ذلک فی بقیة صلاته حتی اذا کانت السجدة التی فیها التسلیم اخر رجله الیسری وقعد متورکا علی شقه الایسر قالوا صدقت هذا کذا کان یصلی .

ابوداؤد (۱۰۶/۱) ترمذی مع تحفہ (۲۳۹/۱) ابن ماجہ (ص ۶۲) ابن حبان (۱۷۳/۳) ابن خزیمہ (۲۹۷/۱) مسند امام احمد (۴۲۴/۵) سنن دارمی (۳۱۳/۱) سنن الکبری للبیہقی (۷۲/۲) شرح السنہ (۱۲/۳) جزء رفع الیدین مترجم مصنف ابن ابی شیبہ (۲۳۵/۱)

میں نے ابوحمید الساعدیؓ سے سنا کہ وہ دس صحابہ کرامؓ میں بیٹھے ہوئے تھے جن میں ابوقتادہ بھی تھے حضرت ابوحمیدؓ نے کہا میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں ان صحابہ کرامؓ نے کہا کیسے؟ جبکہ تم ہم سے زیادہ رسول اللہ

ﷺ کی پیروی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ہم سے آپ کی صحبت زیادہ ہے ابوحمید الساعدیؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے اپنے کندھوں تک، پھر تکبیر کہتے جب ہر ایک ہڈی اپنے مقام پر آجاتی اعتدال سے تو آپ ﷺ قرأة شروع کردیتے پھر تکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے کندھوں تک پھر رکوع کرتے اور دونوں ہتھیلیاں اپنے اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور پیٹھ سیدھی کرتے یعنی سر کو پیٹھ کے برابر کرتے نہ جھکاتے نہ اونچا کرتے پھر سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور رفع الیدین کرتے پھر سیدھے کھڑے ہوکر اللہ اکبر کہتے اور زمین کی طرف جھکتے تو دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے جدا رکھتے پھر اپنا سر سجدے سے اٹھاتے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھتے اور سجدہ کے وقت انگلیوں کو کھلا رکھتے پھر دوسرا سجدہ کرتے، اللہ اکبر کہتے پھر سجدے سے سر اٹھاتے تو بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھتے اس قدر کہ ہر ایک ہڈی اپنے ٹھکانے پر آجاتی پھر دوسری رکعت میں بھی اس طرح کرتے پھر جب دو رکعتوں سے فارغ ہوکر کھڑے ہوتے اور اللہ اکبر کہہ کر رفع الیدین کرتے جیسا کہ شروع نماز میں کرتے تھے پھر باقی نماز بھی اسی طرح پڑھتے یہاں تک کہ جب آخری سجدے سے فارغ ہوتے جس کے بعد سلام ہوتا ہے تو اپنا بایاں پاؤں ایک طرف نکالتے اور بیٹھتے بائیں کولہے پر یہ طریقہ صحابہ کرامؓ نے سنکر کہا اے ابوحمید تو نے سچ کہا ہے رسول اللہ ﷺ اسی طرح ہی نماز ادا کرتے تھے۔

یہ حدیث صحیح ہے ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں داخل کیا ہے ابوداؤد نے اس پر سکوت کیا ہے امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے علامہ نیموی حنفی نے بھی اس کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ آثار السنن (۸۲)

حدیث ابوحمید اور احناف کے اعتراضات:۔

اعتراض نمبر۱: ابوداؤد کی سند میں عبدالحمید جعفر بدعتی تقدیر کا منکر اور ضعیف راوی ہے۔

اعتراض نمبر۲: ابوحمید ساعدی کی روایت بخاری میں رکوع اور تیسری رکعت میں رفع الیدین کا ذکر نہیں۔

جوابات:۔

جواب اعتراض نمبر۱: عبدالحمید بن جعفر ثقہ راوی ہے انہیں امام احمد، ابن معین، امام یحیی بن سعید، امام ابن حبان، امام ابن سعد اور امام ساجی نے انکو ثقہ کہا ہے امام ابن خثیم انکی روایات کو صالح قرار دیتے ہیں امام ابوحاتم نے کہا ہے کہ مقام اس کا سچائی ہے امام نسائی لیس بہ باس قرار دیتے ہیں، تہذیب (۱۱۲/۲) امام علی بن مدینی نے اس کی توثیق کی ہے میزان (۵۳۹/۲) حافظ ابن حجر انہیں صدوق قرار دیتے ہیں تقریب (۱۴۷/۲) امام بیہقی معرفۃ السنن والاثار میں لکھتے ہیں،

اما تضعیفه لعبد الحمید بن جعفر فمردود بان یحیی بن معین وثقه فی جمیع الروایات عنه و کذلک قال احمد بن حنبل واحتج به مسلم فی صحیحه. کذافی نصب الرایہ (۳۱۱/۱)

ثانیاً! عبدالحمید کی ثقات کے علاوہ انکا ثقہ متابع عیسی بن عبداللہ موجود ہے ابوداؤد (۱۰۷/۱) ابن حبان (۱۷۰/۳) لہذا حنفیہ کا یہ اعتراض بھی لغو ہے۔

جواب اعتراض نمبر۲: حنفیہ نے اس حدیث پر یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ بخاری کی

روایت میں رفع الیدین کا ذکر نہیں تو یہ بھی اصول حدیث سے بے خبری کا نتیجہ ہے عدم ذکر سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔

جب دوسری روایت میں رفع الیدین کا ذکر موجود ہے تو پھر یہ اعتراض کرنا محض طفل تسلی کے مترادف ہے ہاں اعتراض تب بنتا تھا جب بخاری کی روایت میں رفع الیدین کی نفی ہوتی اور دیگر میں اثبات ہوتا تو پھر واقع ہی امام بخاری کی روایت کو ترجیح ہوتی اور انکا اعتراض درست ہوتا مگر یہاں یہ چیز مفقود ہے۔

دلیل نمبر 3:۔

حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں، انہ رای النبی رفع یدیہ حین دخل فی الصلوۃ وکبر ثم التحف بثوبہ وضع یدہ الیمنی علی الیسری فلما اراد ان یرکع اخرج یدیہ من الثوب ثم رفعھما وکبر فرکع فلما قال سمع اللہ لمن حمدہ رفع یدیہ.

مسلم (۱/۳ ۱۷۳) ابوداؤد (۱/۱۰۵) نسائی (۱/۱۲۵) ابن ماجہ (ص ۶۲) سنن الکبری بیہقی (۲/۷۱) مسند ابوداؤد طیالسی (۱/۱۳۷) صحیح ابن حبان (۳/۱۶۸) دارقطنی (۱/۲۹۰) مسند احمد (۴/۳۱۸) ابن خزیمہ (۱/۳۳۶) ابوعوانہ (۲/۹۷) دارمی (۱/۲۲۹) مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۲۳۴) مصنف عبدالرزاق (۲/۶۸) طحاوی (۱/۱۵۳)

فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا نبی اکرم ﷺ کو کہ آپ رفع الیدین کرتے جب نماز میں داخل ہوتے اور تکبیر کہتے پھر اپنے ہاتھوں سے کپڑے کو لپیٹا اور دائیں کو

بائیں ہاتھ پر رکھا اور جب آپ نے رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو کپڑے سے ہاتھ نکالے اور رفع الیدین کی اور تکبیر کہی اور جب آپ ﷺ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو بھی رفع الیدین کی۔

حدیث وائل بن حجرؓ اور احناف کے اعتراضات:۔

اعتراض نمبر۱: اس میں سجدہ میں رفع الیدین کا بھی ذکر ہے۔ ابوداؤد (۱/۳ ۷)

اعتراض نمبر۲: دوسرے طریق میں خود حضرت وائلؓ نے وضاحت کردی جب میں دوسری دفعہ آیا تو صرف آپ نے تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع الیدین کی۔ ابوداؤد(۱/۳ ۷)

جواب اعتراض نمبر۱: خود امام ابوداؤد نے اس کے بعد والی روایت میں یہ تصریح کر دی ہے کہ اس روایت میں سجدوں میں رفع الیدین کے ذکر پر راویوں کا اتفاق نہیں چنانچہ فرماتے ہیں،

روی ھذا الحدیث ھمام عن ابن جحادہ لم یذکر الرفع مع الرفع من السجود ۔ ابوداؤد۔

یعنی اس حدیث کو ہمام نے ابن جحادہ سے روایت کیا ہے سجدوں کی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے العذب المنہل میں ہے،

وغرض المصنف بھذا بیان انہ قد اختلف علی محمد بن جحادۃ فی روایۃ الحدیث فرواہ عنہ عبدالوارث بن سعید بذکر رفع الیدین فی السجود ورواہ عنہ ھمام بدونہ وھو الصواب ۔ (العذب المنہل ۵۔۱۲۵)

مصنف ان الفاظ سے یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ محمد بن جحادہ کے شاگردوں میں اختلاف ہے اس سے عبدالوارث بن سعید سجدوں میں رفع الیدین کا ذکر کرتا ہے اور ہمام ان الفاظ کا تذکرہ نہیں کرتا اور یہی بات زیادہ درست ہے۔

ثانیاً! یہ حضرت علی کی صریح حدیث کے خلاف ہے جس کے الفاظ **ولا یرفع یدیہ فی شیء من صلوتہ وھو جالس**

ابوداؤد (۱/۱۹۸) ترمذی (۱/۳۶)

جواب اعتراض نمبر۲: وائل بن حجرؓ کی اس روایت میں عدم ذکر ہے نفی نہیں ہے اور عدم ذکر سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔

دلیل نمبر 4:۔

عن ابی قلابة انه رای مالک بن الحویرث اذا صلی کبر ثم رفع یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول الله ﷺ کان یفعل هکذا۔

مسلم (۱/۱۶۸) ابوداؤد رقم (۷۴۵) النسائی (۲/۱۲۳) شرح السنہ (۳/۲۹)

ابی قلابہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا مالک بن الحویرث جب نماز پڑھتے تکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور وہ بیان کرتے بے شک رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔

حدیث مالک بن حویرث اور احناف کے اعتراضات:۔

اعتراض نمبر۱: ابو قلابہ ناصبی ہے، خالد کا حافظہ صحیح نہ تھا، نصر بن عاصم خارجی ہے

اعتراض نمبر۲: نسائی کی روایت میں سجدہ کی رفع یدین کا ذکر ہے۔

جوابات:۔

جواب اعتراض نمبر۱: ابو قلابہ ثقہ راوی ہے علامہ خزرجی فرماتے ہیں ائمہ حدیث میں سے تھے ایوب فرماتے ہیں ابو قلابہ من الفقها ذوی الالباب یعنی ابو قلابہ صاحب عقل فقہاء میں سے تھا ابن سعد فرماتے ہیں ثقۃ کثیر الحدیث (خلاصہ ص ۱۹۸)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں احد الاعلام بہت بڑا علامہ تھا ابن سعد نے اہل بصرہ کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے اور فرمایا ثقہ اور کثیر الحدیث تھے ابن خراش فرماتے ہیں ثقہ۔ تہذیب التہذیب ص (۲۲۵،۲۲۶)

نصر بن عاصم:۔

نصر بن عاصم پر خارجی ہونے کا الزام ہے۔

اولاً! خارجی ہونا ثقات وعدالت کے خلاف نہیں ہے۔

ثانیاً! انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:۔

نصر بن عاصم اللیثی البصری ثقة رمی برای الخوارج وصح رجوعه عنه من الثالثة تقریب (۲/۲۹۹)

یعنی ایک زمانہ میں نصر خوارج کی رائے پر تھے پھر اس کو ترک کر دیا۔

خالد بن مہران کی توثیق:۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، خالد بن مهران الحذاء ابو المنازل البصری احدا لاثبات وثقه احمد و ابن معین و النسائی و ابن سعد مقدمہ فتح الباری ص (۴۰۰)

علامہ خزرجی فرماتے ہیں ''ثقہ'' (خلاصہ ۱۰۳)

جواب اعتراض نمبر۲: نسائی کی روایت ہے جس میں سجدہ کا ذکر ہے اس میں قتادہ مدلس ہے اور روایت بھی عنعن سے ہے لہذا یہ زیادتی غیر محفوظ ہے علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے ابکار المنن صفحہ ۲۰۶ پر تفصیلا بحث کی ہے۔

دلیل نمبر 5:۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں، عن علی ابن ابی طالب عن رسول الله ﷺ انه كان اذا قام الى الصلوة المكتوبة كبر و رفع يديه حذو منكبيه ويصنع مثل ذلك اذا قضى قرأته و اراد ان يركع يصنعه اذا رفع من الركوع ولا يرفع يديه فى شئى من صلاته وهو قاعد و اذا قام من السجدتين (اى ركعتين) رفع يديه كذلك و كبر.

ترمذی (۳۶/۱) ابوداود (۱۹۸/۱) ابن ماجہ (۶۳) مسند احمد (۱۶۵/۳) السنن الکبری (۷۴/۲) دارقطنی (۱۰۷)

امام ترمذیؒ نے فرمایا حسن صحیح، امام بیہقی اور طحاوی نے بھی اس کو صحیح کہا ہے اور امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔

حدیث علیؓ اور احناف کے اعتراضات:۔

حدیث علی پر بھی حنفیہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ طحاوی میں حضرت علیؓ کا اپنا عمل اس حدیث کے خلاف ہے حضرت علیؓ خود رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

جواب: اولاً یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ محدثین کے ہاں یہ بات طے شدہ ہے کہ حدیث مرفوع پر عمل ہوگا نہ کہ راوی حدیث کے عمل پر لہذا حضرت علی کا اپنا فعل حدیث مرفوع کے مقابلہ میں حجت نہیں۔

ثانیاً! امام دارمی فرماتے ہیں۔

فهذا قد روى من طريق الواهى ۔السنن الکبری (۸۰/۲) کہ یہ نہایت کمزور سند سے مروی ہے اور پھر اس کی سند میں عاصم بن کلیب ہے۔ بیہقی (۸۰/۲) طحاوی (۱۵۴/۱) اور عاصم بن کلیب منفرد ہونے کی صورت میں حجت نہیں ہے۔

دلیل نمبر 6:۔

عن انسؓ ان النبی ﷺ كان يرفع يديه اذا دخل فى الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع . ابن خزیمہ (۱۱۰/۲)

قال الهيثمى فى مجمع الزوائد رجاله رجال الصحيحين
وقال الشيخ فى الامام رجاله رجال الصحيح ۔التعلیق المغنی (۱۱۰)
وكذا تخريج زيلعى (۲۱۴/۱) والتلخيص (۸۲/۱)

اعتراض:۔

اس حدیث پر اعتراض کیا گیا ہے کہ بعض طرق میں رکوع سے اٹھتے وقت

رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔

اس اعتراض کا جواب دلیل نمبر 2 کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

دلیل نمبر 7:۔

عن ابی موسی قال هل اریکم صلوة رسو الله ﷺ فكبر رفع يديه ثم كبر و رفع يديه للركوع ثم قال سمع الله لمن حمده ورفع يديه ثم قال هكذا صنعوا و لا يرفع بين السجدتين. (دارقطنی)

قال الحافظ رجاله ثقات تلخيص (۸۲/۱)

قال انور شاه في العرف الشذى صفحه ۱۲۵ ،هي صحيحة

ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ کیا میں نہ دکھاؤں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز آپ نے تکبیر کہی اور رفع الیدین کی پھر تکبیر کہی رکوع کے لئے اور رفع الیدین کی پھر آپ نے کہا سمع اللہ لمن حمدہ اور رفع الیدین کی پھر فرمایا اس طرح کرو اور سجدوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

باب دوم

فریق مخالف کے دلائل اور ان کا جواب

دعوی: احناف کا دعوی ہے کہ پہلے رسول اللہ ﷺ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے لیکن بعد میں آپ نے اس کو منسوخ کر دیا وہ اپنے دعوی پر مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں۔

دلیل نمبر1:۔

عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول الله ﷺ فقال مالی اری کم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوة. صحیح مسلم جلد اول ص (۱۸۱)

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس (نماز پڑھنے کی حالت میں) تشریف لائے اور ہم (نماز کے اندر رفع الیدین کر رہے تھے) تو آپ ﷺ نے بڑی ناراضگی سے فرمایا کہ میں تم کو نماز میں شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع الیدین کرتے کیوں دیکھتا ہوں نماز میں ساکن اور مطمئن رہو۔

جواب:۔

حنفیہ کی پیش کردہ اس دلیل کا جواب خود صحیح مسلم میں موجود ہے جابر بن سمرہؓ

فرماتے ہیں قال صلیت مع رسول الله ﷺ فکنا اذا سلمنا قلنا بایدینا السلام علیکم السلام علیکم فنظر رسو ل الله ﷺ فقال ماشانکم تشیرون بایدیکم کانها اذناب خیل شمس .

اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں،

عن جابر بن سمرةؓ قال کنا اذا صلینا مع رسول الله ﷺ قلنا السلام علیکم ورحمة الله السلام علیکم ورحمة الله واشاره بیده الی الجانبین فقال رسول الله ﷺ علام تومون بایدیکم کانها اذناب خیل شمس . صحیح مسلم (۱۸۱/۱)

جابر بن سمرہؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے وقت السلام علیکم کہتے ہوئے دائیں بائیں ہاتھ ہلاتے ہیں۔

یہ دونوں حدیثیں صحیح مسلم میں موجود ہیں راوی جابر بن سمرہؓ ہیں اور الفاظ اذناب خیل شمس بھی موجود ہیں جو اتحاد واقعہ کی بین دلیل ہے اور پھر محدثین نے ان روایات کو باب السلام کے تحت ہی ذکر کیا ہے۔

محدثین کی تبویب:۔

اب آپ محدثین کی تبویب ملاحظہ فرمائیں،

۱ باب الامر بالسکون فی الصلوة والنهی عن الاشارة بالیدور ورفعهما عند السلام . صحیح مسلم (۱۸۱/۱)

۲۔ باب فی السلام . (ابوداؤد)

۳. باب السلام فی الصلوۃ . کتاب الام للشافعی (۱/۱۲۲)

۴. باب حذف السلام و کراھۃ الاشارۃ بالیدمعہ . مسند احمد (۳/۴۴)

۵. منع الاشارۃ بالیدوقت السلام . کنز العمال (۴/۱۰۴)

۶. باب الخروج من الصلوۃ بالسلام . منتقی الاخبار (۶۷)

۷. باب کراھۃ الایماء بالید عند التسلیم . بیہقی (۲/۸۱)

۸. باب السلام بالیدین . نسائی (۱/۱۵۶)

الغرض:۔

محدثین نے حضرت جابر کی حدیث سے یہی سمجھا ہے کہ اس میں سلام پھیرنے کے وقت ہاتھوں سے اشارہ کرنا منع ہے مختلف الفاظ میں ایک ہی واقعہ کا بیان ہے۔

حدیث جابر بن سمرہؓ اور ابن حجرؒ:۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

ولا دلیل فیہ علی منع الرفع علی الھیئۃ المخصوصۃ فی الموضع المخصوص وھو الرکوع والرفع منہ لانہ مختصر من حدیث طویل . تلخیص (۱/۲۲۱)

یعنی حضرت جابر کی پہلی حدیث سے رکوع کے وقت رفع الیدین کے منع پر دلیل لانا صحیح نہیں کیونکہ یہ پہلی حدیث دوسری طویل حدیث کی مختصر ہے۔

حدیث جابرؓ اور امام بخاریؒ:۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں، من احتج بحدیث جابر بن سمرۃؓ علی

منع الرفع عند الرکوع فلیس له حظ من العلم. تلخیص (۱/۲۲)

کہ حضرت جابر بن سمرۃؓ کی حدیث سے عندالرکوع رفع الیدین کے منع پر دلیل پکڑنے والا جاہل و بے علم ہے۔

حدیث جابر اور ابن حبان:۔

امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں، انما امروا بالسکون فی الصلوۃ عند الاشارۃ بالتسلیم دون الرفع الثابت عند الرکوع۔ تلخیص (۱/۲۲)

اسکنوا فی الصلوۃ کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کو سلام کے وقت ہاتھوں سے اشارہ کرنے سے منع کیا گیا ہے نہ کہ عندالرکوع رفع الیدین کرنے سے چونکہ وہ تو بے شمار دلائل سے ثابت ہے۔

حدیث جابرؓ اور علامہ سندھی:۔

اسی لئے علامہ سندھی حنفی کو یہ تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہ رہا وہ فرماتے ہیں (رافعوا ایدینا) ای بالسلام ولذا عقبه بالروایة الثانیة والمقصود النهی من الاشارة بالید عند السلام ولا دلالة فیه علی النهی عن الرفع عند الرکوع وعند الرفع منه ولذلک قال النووی الاستدلال به علی النهی عن الرفع عند الرکوع وعند الرفع منه جهل قبیح. حاشیہ نسائی (۱۷۶)

حدیث جابرؓ پر احناف کے اعتراضات:۔

مجلس علمی علماء دیوبند نے اس حدیث کے دو واقعہ ہونے کی پانچ وجہیں لکھی ہیں۔

پہلی وجہ:۔

جس کو امام زیلعیؒ نے پیش کیا ہے کہ پہلی حدیث میں فی الصلوٰۃ کا لفظ ہے جاننا ہے کہ رفع الیدین نماز کے اندر منع ہوا اور دوسری حدیث میں سلام کے وقت ہے اور سلام کا وقت خروج (نماز سے نکلنے) کا وقت ہے پس معلوم ہوا کہ پہلی حدیث اور دوسری حدیث دو واقعہ میں پہلی رکوع وسجود وغیرہ کے وقت رفع الیدین سے منع فرمایا ہے اور دوسری میں سلام کے وقت۔

دوسری وجہ:۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ پہلی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ (گھر سے) نکلے گویا آپ ان کے ساتھ شامل نہیں بلکہ وہ اکیلے سنتیں وغیرہ پڑھ رہے ہیں اور دوسری میں ان کا رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنا مذکور ہے پس ضروری ہے کہ یہ دو واقعہ ہوں۔

تیسری وجہ:۔

پہلی حدیث میں صرف انہی لوگوں کی رفعیدین کا ذکر ہے جو آپ کے نکلنے سے پہلے مسجد میں تھے خواہ وہ سارے ہوں یا ان سے کچھ ہوں اور دوسری حدیث میں سارے ہیں جتنے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہوئے خواہ پہلے ہوں یا پچھلے۔

چوتھی وجہ:۔

دوسری حدیث میں رفع اس طرح ہے جیسے کوئی سلام کے وقت کسی سے مصافحہ کرتا ہے اور پہلی حدیث میں مصافحہ کی صورت میں نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ اکیلے نماز

پڑھ رہے ہیں۔

پانچویں وجہ:۔

پہلی حدیث میں مطلقاً نماز میں رفع سے منع فرمایا ہے چنانچہ پہلی حدیث کے الفاظ یہ ہیں "اسکنوا فی الصلوۃ" یعنی نماز میں ٹھہرو۔ اور دوسری حدیث میں سلام کے وقت خاص اشارہ سے منع فرمایا ہے۔

احناف کا مذہب کے اثبات کے لئے کئی مسائل سے انکار:۔

حنفیہ کے اس استدلال کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے کہا ہے،

فر من المطر و قام تحت المیزاب

بارش سے بھاگا اور پرنالے کے نیچے کھڑا ہو گیا یعنی اپنے مذہب کا ایک مسئلہ ثابت کرنے کے لئے اپنے کئی مسائل کی مخالفت کی ہے۔

پہلا مسئلہ:۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک **خروج بصنعہ** رکن نماز ہے یعنی التحیات کے بعد قصداً کوئی کام منافی نماز کرے خواہ کسی سے بات کرے یا السلام علیکم کہے یا گوز مارے (ہوا سرے) یا اس قسم کا کوئی اور کام کرے تب اس کی نماز پوری ہو گی جب **خروج بصنعہ** رکن ہوا تو یہ نماز میں داخل ہوا اور جب داخل ہوا تو اس وقت ہاتھوں کے ساتھ اشارہ بھی نماز کے اندر ہوا پس علامہ زیلعیؒ نے جو دو واقعہ ہونے کی وجہ بیان کی وہ باطل ہو گئی۔

دوسرا مسئلہ:۔

تکبیرات عیدین میں رفعیدین ہے حنفیہ اس کے قائل ہیں تو اگر پہلی حدیث سے مطلقا نماز میں رفعیدین منع ہو تو تکبیرات عیدین میں بھی منع ہو گا چنانچہ علامہ زیلعیؒ نے امام بخاریؒ سے اسی عبارت میں نقل کیا ہے۔

تیسرا مسئلہ:۔

وتر کی تیسری رکعت میں رفعیدین ہے حنفیہ کو چاہئے کہ یہ بھی چھوڑ دیں (دیدہ باید) اس موقعہ پر کسی نے کیا اچھا کہا ہے ۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ جو گھر جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اس کے علاوہ اور دلائل سنئے جو اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ سلام کا وقت نماز کے اندر ہے۔

پہلی دلیل:۔

ترمذی اور فتح القدیر شرح ہدایہ (۲۲۵/۱) میں ہے،

ان رسول اللہ ﷺ کان یسلم فی الصلوۃ تسلیمۃ واحدۃ .

"رسول اللہ ﷺ نماز میں ایک سلام کہتے"

اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ جیسے دو طرفی سلام کہتے ہیں ایک طرف بھی کافی ہے اس کی کیفیت حدیث میں یوں آئی ہے کہ سامنے کی طرف سلام کہے پھر تھوڑا سامنہ دائیں طرف کرے دوسرا مسئلہ یہ کہ سلام کا وقت نماز کے اندر

ہے پس اس وجہ سے دو واقعہ بنانا غلط ہے۔

دوسری دلیل:۔

ابوداؤد میں ہے، عن سمرة امرنا رسول الله ﷺ ان نرد على الامام وان يسلم بعضنا على بعض قال القارى اى فى الصلوة.

''یعنی سمرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سلام پھیرنے کے وقت امام پر بھی سلام کی نیت کریں اور آپس میں ایک دوسرے کی بھی نیت کریں ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ اس سے سمرہؓ کی مراد وہ سلام ہے جو نماز کے اندر ہے نہ ملاقات کا سلام''

تیسری دلیل:۔

مسند بزار میں ہے اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں، وان نسلم على ائمتنا وان يسلم بعضنا على بعض فى الصلوة.

''یعنی نماز میں سلام پھیرتے وقت اماموں پر بھی سلام ڈالیں اور آپس میں ایک دوسرے پر بھی'' یعنی سب کی نیت کریں۔

چوتھی دلیل:۔

کتاب الامام للشافعیؒ (۱/۱۰۵) باب قدر الجلوس فى الركعتين الاولين والآخرين والسلام فى الصلوة میں ہے، اخبر الربيع قال اخبرنا الشافعى قال اخبرنا ابراهيم ابن محمد قال اخبرنى اسمعيل بن محمد بن سعد بن ابى وقاص عن عامر بن سعد عن ابيه عن النبى

صلى الله عليه وسلم كان يسلم فى الصلوة اذا فرغ منها عن يمينه وعن شماله.

"ربیعؒ امام شافعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم کو ابراہیم بن محمدؒ نے خبر دی ابراہیم کہتے ہیں مجھے اسماعیل بن محمدؒ نے خبر دی وہ عامر بن سعدؒ سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دائیں بائیں سلام کہتے جب کہ نماز سے فارغ ہوتے۔

نیز یہ حدیث کتاب الام باب السلام فی الصلوۃ میں بھی ہے جو اسی صفحہ پر ہے اور یہ حدیث صحیح ہے چنانچہ امام سراج بلقینیؒ نے اس کی صراحت کی ہے (ملاحظہ ہو کتاب الام حاشیہ صفحہ مذکورہ) اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ سلام کا وقت نماز کے اندر ہے۔

اب دوسری وجوہات کا حال سنئے جو مجلس علماء دیوبند نے پیش کی ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے نکلے تو اس وقت نہی کی مگر اس وقت چونکہ سارے جمع نہ تھے اس لئے جب آپؐ نے نماز پڑھائی تو دوبارہ منع فرمایا تا کہ سب کو پتہ لگ جائے چنانچہ علماء دیوبند نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ پہلی حدیث میں بعض کو نہی ہے اور دوسری میں سب کو اور راوی نے ایک نہی کا ذکر ایک شاگرد کے پاس کیا دوسری کا دوسرے کے پاس،

اس سے دوسری اور تیسری وجہ کا جواب ہو گیا اور چوتھی وجہ کا جواب یہ ہے کہ دائیں بائیں سلام پھیرنے کے وقت حاضرین کی نیت ہوتی ہے خواہ نمازی ہوں یا فرشتے (کراما کاتبین وغیرہ) چنانچہ صاحب ہدایہ نے اسی مقام میں اس کی تصریح کی ہے نیز کہا ہے کہ اکیلا نمازی صرف محافظ فرشتوں کی نیت کرے پس پہلی حدیث

میں بھی مصافحہ والی حالت پیدا ہوگئی کیونکہ یہاں حقیقۃ مصافحہ نہیں بلکہ تشبیہ ہے۔

رہی پانچویں وجہ سو اس کا مدار اس پر ہے کہ پہلے دو واقعہ ثابت ہوں کیونکہ ایک واقعہ ہونے کی صورت میں مطلق سے خاص رفع مراد ہوگا جو آپ نے آنکھوں سے دیکھا چنانچہ پہلی حدیث میں ہے (مالی اراکم رافعی ایدیکم) ''مجھے کیا خبر ہے کہ میں تمہیں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں اور ظاہر ہے کہ جو دیکھا وہ خاص ہی صورت ہے اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ دونوں حدیثوں میں تیز گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی ہے جس سے مقصد اس حرکت کی برائی بیان کرنا ہے گویا یہ نہی کی وجہ ہے پس دونوں حدیثوں میں وہی حرکت منع ہوگی جس میں یہ تشبیہ ہے نہ کہ مطلق علاوہ اس کے مطلق کے تو حنفیہ بھی قائل نہیں چنانچہ دعا قنوت، تکبیرات عیدین وغیرہ میں رفعیدین کرتے ہیں جیسے ابھی گذرا ہے۔

دلیل نمبر 2:۔

حضرت علقمہؓ سے روایت ہے قال لنا ابن مسعود الا صلی بکم صلوۃ رسول اللہ ﷺ فصلی ولم یرفع یدیہ الامرۃ واحدۃ مع تکبیر الافتتاح.

جواب:۔

اولاً! اس حدیث کی سند میں عاصم بن کلیب موجود ہے جس کا کوئی ثقہ تو کجا ضعیف راوی بھی متابع نہیں اور آئمہ جرح و تعدیل نے صراحت کی ہے کہ عاصم بن کلیب منفرد ہونے کی صورت میں حجت نہیں امام علی بن مدینی فرماتے ہیں لایحتج

بما انفرد به۔ میزان الاعتدال (۳۵۶/۲) تہذیب التہذیب (۵۶/۵)

ثانیاً محدثین کرام نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے امام ابوداؤد فرماتے ہیں ھذا حدیث مختصر من حدیث طویل ولیس بصحیح علی ھذا المعنی ۔ سنن ابوداؤد (۱۷۳/۱) طبع حلب (۱۹۵۲) مشکوۃ (۷۷) والتمھید لما فی الموطا من المعانی والاسانید (۲۲۰/۹) تلخیص (۲۲۲/۱)

حدیث ابن مسعود اور محدثین عظام:۔

امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں، لم یثبت حدیث ابن مسعود ان رسول اللہ ﷺ رفع یدیه الا فی اول مرة ۔ ترمذی مع تحفہ (۲۲۰/۱) سنن کبری بیہقی (۷۹/۲) دار قطنی (۲۹۳/۱)

وقال احمد وشیخه یحی بن آدم ھو ضعیف۔ تلخیص (۲۲۲/۱)

امام بخاری نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ جز الرفع الیدین مترجم (۳۴) تلخیص (۲۲۲/۱)

ابن ابی حاتم فرماتے ہیں ھذا حدیث خطا ۔ تلخیص (۲۲۲/۱)

امام ابن حبان فرماتے ہیں کوفیوں کے پاس اس سے بہتر ترک رفع یدین میں اور کوئی روایت نہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ بہت ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایسی خرابیاں ہیں جو اس کو باطل کر دیتی ہیں۔ تلخیص (۲۲۲/۱)

دلیل نمبر 3:۔

عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال لا ترفع الایدی الا فی

سبع مواطن حین یفتح الصلوۃ ۔ رواہ طبرانی

جواب :۔

اس حدیث کے جمیع طرق کو جمع کیا جائے تو اس کی تمام اسناد میں محمد بن عبدالرحمن ابن ابی لیلی موجود ہے جو کہ ضعیف اور کمزور حافظہ والا راوی ہے امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کان سیء الحفظ مضطرب الحدیث قال مرة ضعیف

شعبہ فرماتے ہیں، مارایت احدا لسوء حفظا من ابن ابی لیلی

امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں، کان فاحش الخطا ردی الحفظ فکثرت المناکرین روایته.

امادار قطنیؒ فرماتے ہیں، کان ردی الحفظ کثیر الوهم

امام علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں، سیء الحفظ واهی الحدیث۔

تہذیب (۳۰۲/۹) میزان (۶۱۳/۳)

امام جوزجانیؒ فرماتے ہیں، واهی الحدیث سیء الحفظ (احوال الرجال (۱۷)

اس حدیث کا دوسرا راوی حکم بن عتیبہ ہے اور یہ مدلس ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں، وصفه النسائی بالتدلیس وحکاه السلمی عن الدارقطنی. طبقات (۳۰)

امام نسائی نے اس کی تدلیس کی صراحت کی ہے اور سلمی نے امام دار قطنی سے اس کا مدلس ہونا نقل کیا ہے اور زیر بحث روایت معنعن ہے۔

فائدہ:۔

یہ دونوں راوی اس حدیث کے تمام طرق میں موجود ہیں ورنہ اس حدیث کے بعض طرق میں کذاب تک راوی بھی موجود ہیں۔

دلیل نمبر4:۔

وعنه ان النبی ﷺ قال وارفع الایدی اذاقمت للصلوۃ .

جواب: اس کی سند یوں ہے،

حدثنا محمد بن عثمان بن ابی شیبه ثنا محمد بن عمران ابن ابی لیلی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس ،لہذا راوی عثمان بن ابی شیبہ جس کے بارہ میں عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں کذاب،ابن خراش کہتے ہیں کان یضع الحدیث (میزان۲۔۱۰۱)

ابن ابی لیلی کا حال آپ گزشتہ حدیث کے ضمن میں پڑھ چکے ہیں لہذا یہ حدیث قابل حجت نہیں ہے۔

دلیل نمبر5:۔

براء بن عازب فرماتے ہیں، کان النبی ﷺ اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیه ثم لایرفعهما حتی یفرغ .

جواب: امام ابوداؤد اس حدیث کو نقل کرکے فرماتے ہیں ،هذا حدیث لیس بصحیح ۔ابوداؤد (۷۶/۱) کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے نیز اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے جس کے بارہ میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں،

ضعیف کبر فغیر (تقریب ۳۹۰) یعنی ضعیف ہے بڑھاپے میں حافظہ بگڑ گیا ہے۔

حدیث براء اور محدثین:۔

محدثین کی ایک جماعت نے اس کی تضعیف کی ہے امام احمد کا کہنا ہے حافظ نہیں ابن معین کہتے ہیں قوی نہیں بلکہ ضعیف ہے امام ابوذرعہ فرماتے ہیں اس کی روایت سے احتجاج نہ کیا جائے امام ابوحاتم فرماتے ہیں لیس بالقوی امام جوزجانی کا فیصلہ ہے محدثین نے اس کی روایات کی تضعیف کی ہے ابن عدی اسے ضعیف کہتے ہیں امام نسائی فرماتے ہیں قوی نہیں امام دارقطنی کا فیصلہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔

تہذیب (۳۳۰/۲) میزان (۴۲۳/۴) الضعفاء الکبیر (۳۷۹/۴)

اور براء بن عازب کی روایت میں ثم لا یعود کے الفاظ جو طحاوی نے بیان کئے ہیں وہ مدرج ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:۔

آئمہ حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ثم لا یعود کے الفاظ حدیث میں یزید کی طرف سے مدرج ہیں کیونکہ اس سے امام شعبہ، امام سفیان ثوری، خالد طحان اور زبیر وغیرہ حفاظ حدیث **ثم لا یعود** کے الفاظ روایت نہیں کرتے امام حمیدی کا بیان ہے کہ یہ زیادت یزید کی ہے امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ یہ زیادت صحیح نہیں اور اسی طرح امام بخاری، امام احمد، امام یحیی، امام دارمی اور حمیدی ان الفاظ ثم لا یعود کو ضعیف

قرار دیتے ہیں امام یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے خود سنا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے کیونکہ یزید بن ابی زیاد ایک طویل زمانہ تک ثم لایعود کے بغیر روایت کرتا تھا پھر جب اسے لقمہ دیا گیا تو روایت کرنے لگا۔ تلخیص (۲۲۱/۱)

دلیل نمبر 6:۔

عن عبدالله بن عمر ان النبی ﷺ کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة ثم لایعود. (بیہقی فی الخلافیات)

جواب:۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں وھو مقلوب موضوع، کہ یہ روایت موضوع اور بناوٹی ہے۔ تلخیص (۲۲۲/۱)

علامہ زیلعی حنفی فرماتے ہیں،

قال البیهقی قال الحاکم هذا باطل موضوع ولا یجوز ان یذکر الا علی سبیل القدح ۔نصب الرایہ (۲۱/۱)

امام بیہقی نے امام حاکم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو باطل اور موضوع قرار دیا ہے اور فرمایا کہ جرح کے بغیر اس کا ذکر جائز نہیں۔

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی نے بھی اس کو مردود تسلیم کیا ہے۔ التعلیق المجد (۱۹۳)

دلیل نمبر 7:۔

عن سالم عن ابیه قال رایت رسول الله ﷺ اذا افتتح الصلوة رفع یدیه حتی یحاذی بهما وقال بعضهم حذو منکبیه واذا اراد ان یرکع

وبعد ما یرفع راسہ من الرکوع لا یرفعهما وقال بعضهم ولا یرفع بین السجدتین والمعنی واحد . مسند ابو عوانہ (۲/۹۰)

اس حدیث سے بھی دور حاضر کے حنفیہ نے عدم رفع یدین پر استدلال کیا ہے۔

جواب:۔

امام ابو عوانہ نے اس حدیث پر حسب ذیل باب باندھا ہے۔ باب رفع الیدین اذا افتتح الصلوۃ قبل التکبیر بحذاء منکبیہ وللرکوع ولرفع راسہ من الرکوع وانہ لایرفع بین السجدتین .

اس باب کو ذکر کرنے کے بعد ابو عوانہ نے جو سب سے پہلے حدیث نقل کی ہے وہ یہی حدیث نقل کی ہے مگر حنفیہ نے الٹی گنگا بہادی اور اس حدیث سے عدم رفع پر استدلال کر ڈالا ۔

بہ بین تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا

روایت کو سمجھنے کے لئے اس کے الفاظ پر غور فرمائیں کہ لا یرفعها کا تعلق کس سے ہے ماقبل کی جزاء ہے یا اس کا تعلق بعد کے جملہ کے ساتھ ہے دراصل امام ابو عوانہ نے جیسے رفع الیدین کی کیفیت کے بارہ میں راویوں کا اختلاف بیان کیا ہے بعض نے حتی یحاذی بهما کہا ہے اور بعض نے حذو منکبیہ کہا ہے اسی طرح بعد میں بھی یہی مقصود ہے کہ بعض نے لایرفعهما اور بعض نے ولا یرفع بین السجدتین کہا ہے اور اس کی امام صاحب کے الفاظ والمعنی واحد سے بھی تائید ہوتی ہے لا یرفعها کہا

جائے یا لایرفع معنوی اعتبار سے کوئی فرق نہیں سوال یہ ہے کہ اگر لایرفعھا ماقبل کی جزاء ہے تو پھر اس کے بعد وقال بعضھم ولا یرفع بین السجدتین والمعنی واحد میں بعض کا ذکر کرکے کس جملہ سے تعرض واختلاف کا اشارہ ہے اور یہاں کونسے دو لفظ ہیں کہ فرمایا جارہا ہے کہ معنی ایک ہی ہے اگر یہاں دو لفظ نہیں تو معنی واحد کہنے کا کیا مطلب؟

ثانیا! امام شافعیؒ اور سعدان وغیرہ کے علاوہ امام علی بن حجر، علی بن خشرم، ہشام بن عمار، علی بن محمد، ابوعمر الضریر، سعید بن عبدالرحمن، قتیبہ، فضل بن صباح، عتبہ بن عبداللہ، حسن بن محمد، یونس بن عبدالاعلی، محمد بن رافع، علی بن ازہر، یحیی بن یحیی سعید بن منصور، ابوبکر بن ابی شیبہ، عمرو بن ناقد، زہیر بن حرب، ابن نمیر رحمھم اللہ وغیرہ سے یہی روایت نقل کرتے ہیں وہ تمام کے تمام رفع یدین کا ذکر کرتے ہیں دیکھئے۔

سنن ابن ماجہ (۶۲) جامع ترمذی مع التحفہ (۱۹/۲) ابن خزیمہ (۱/۱۹۳) مسلم (۱/۱۶۸) مسند احمد (۲/۸)

اس جم غفیر کی روایت کے مقابلے میں ابوعوانہ کی روایت کا وہ مطلب بیان کرنا جو خود نہ امام ابوعوانہ کے پیش نظر ہو اور نہ روایت کے الفاظ اس کی اجازت دیتے ہوں کہاں تک عقل وانصاف کے موافق ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس روایت کو تمام متقدمین علماء احناف میں سے کسی نے بھی ترک رفع الیدین میں پیش نہیں کیا۔

دلیل نمبر 8:۔

عن علی ان النبی ﷺ کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولی التی یفتتح بہ الصلوۃ ثم لا یرفعہما فی شیء من الصلوۃ۔

جواب:۔

اولاً! اس حدیث کو امام دارقطنی نے اپنی کتاب العلل میں ذکر کیا ہے اور وہ کتاب العلل میں وہی حدیث ذکر کرتے ہیں جو ضعیف اور کمزور ہوتی ہے۔

ثانیاً! اس کی سند میں ابوبکر نہشلی ہے جس کے متعلق عثمان دارمی فرماتے ہیں

لیس ابو بکر النھشلی ممن یحتج بروایتہ اوتثبت بہ سنۃ لم یات بہ غیرہ۔

یعنی ابوبکر کی روایت قابل حجت نہیں اور نہ ہی اس اکیلے سے سنت ثابت ہو سکتی ہے جب تک اس کی حدیث کو کوئی اور محدث نہ لائے۔

ثالثاً! اس سند میں دوسرا راوی عاصم بن کلیب موجود ہے جو تفرد کی صورت میں قابل حجت نہیں۔ میزان الاعتدال (۵/۳)

رابعاً! یہ حدیث علی جس کو امام ابوداؤد (۱۹۸/۱) مسند احمد (۱۶۵/۳) اور امام دارقطنی نے (۱۰۷) پر ذکر کیا ہے حدیث صحیح ہے یہ اس حدیث کے خلاف ہے لہذا حجت نہیں۔

فائدہ:۔

ابن ابی شیبہ کے (۱۲۱/۱) اور موطا امام محمد (۹۴) کے حوالہ سے حضرت علی کا

اثر بھی پیش کیا جاتا ہے جس میں ہے کہ حضرت علی نے پہلی دفعہ رفع الیدین کی ثم لایعود لیکن مذکورہ دونوں احادیث میں ابوبکر نہشلی اور عاصم بن کلیب موجود ہے جن پر جرح ذکر ہو چکی ہے۔

دلیل نمبر 9:۔

عن عباد بن الزبیر ان رسول الله ﷺ کان اذا افتتح الصلوة یرفع یدیه اول الصلوة ثم لم یرفعها فی شئی حتی یفرغ۔

جواب:۔

علامہ زیلعی حنفی فرماتے ہیں، قال الشیخ فی الامام وعباد هذا تابعی فهو مرسل یعنی شیخ نے اپنی کتاب امام میں فرمایا کہ عباد تابعی ہے اس لئے یہ حدیث مرسل ہے۔ نصب الرایہ (۱/۴۰۴)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں، وعباد کانه ابن عبدالله ابن الزبیر نسب الی جده وهذا مرسل فی اسناده ایضا من ینظر فیه۔ الدرایہ (۱۵۲)

لہذا مرسل جمہور ائمہ حدیث کے ہاں حجت نہیں۔

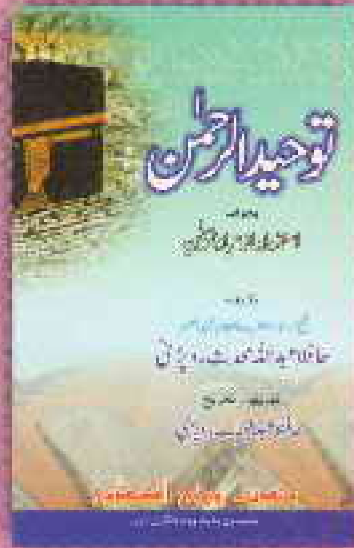

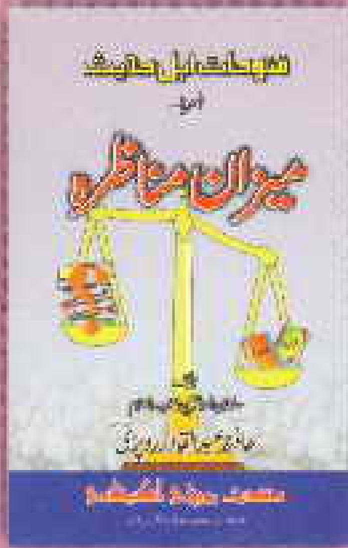

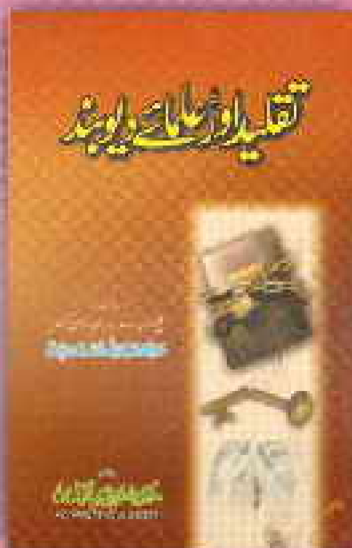

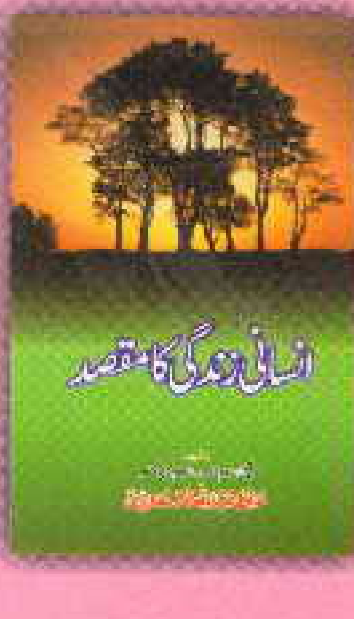

ناشر

محدث روپڑی اکیڈمی

جامع القدس چوک دالگراں، لاہور۔